

چارہ درد

عبدالحمید عسکرم



DISCLAIMER

All the books we provide on Kitaabiyat, are the digitalized versions of the Hardcopies we OWN. We don't promote piracy. If you like the books then support their authors by buying the originals.

Posting of our books in any forum/board/blog/website is **STRICTLY PROHIBITED**.

Uploading of our books to any other media uploading service / community reading services (i.e SCRIBD), without our permission is prohibited.

The hardwork we do, in presenting the books to you, takes quite lot of effort. With every page Photoshopped, and every line checked for its readability, should be respected

Some people are stealing our work, we need your help, if you see our books anywhere other than Kitaabiyat, please let us know. We'll consider it your support for the promotion of Urdu Literature.

Support us by keep visiting and also by telling others about Kitaabiyat.

Prof. Akbar

Prof. Muhammad Akbar Qureshi

SUPPORT US!
TO HELP US IMPROVE
KITAABIYAT

“

[Ads by Google](#)

[Urdu Novels](#)

[Funny SMS](#)

[K167](#)

[Send SMS](#)

[Urdu Poems](#)

JAN 21, 2010

”

YEAH ONLY YOU CAN DO IT...

TELL OTHERS ABOUT US & KEEP VISITING FOR
DOWNLOADING THE BEST URDU LITERATURE, ON THE NET.

پیش لفظ

غالباً ہی نہیں بلکہ پورے وثوق اور یقین کے ساتھ یہ کہا جاسکتا ہے
کہ برصغیر میں پہلی مرتبہ بلند معیار اور اعلیٰ پائے کی ادبی تصنیفات کی باقاعدہ
اشاعت کا آغاز ”پنجاب بک ٹروپ“ کے زیر اہتمام ہوا۔

پنجاب بک ٹروپ کے مالک چودھری برکت علی مرحوم علم و ادب کے
بے انتہا دلدادہ تھے اور اچھے لکھنے والوں کے ساتھ بڑی نیاہنی اور
دربادلی سے پیش آتے تھے۔ اچھی کتابوں کی تلاش میں دور دراز کا سفر
بھی دلی شغف سے کیا کرتے تھے اور پسندیدہ اور مطلوبہ کتابوں کو کسی
بھی معاوضے پر حاصل کر لیتے تھے۔

فلاح و بہبود کے کاموں میں ان کی ذات ایک ضخیم ادارے
کی حیثیت رکھتی تھی۔ مفید اور کارآمد قومی تحریکوں کے کارکن اور رضا کار جب
بھی ان کے پاس چندہ حاصل کرنے کے لیے آتے تھے تو وہ بڑی فراخ دلی
سے ان کو اپنے عطیات سے نوازتے تھے۔ کتنے ہی سکول ان کی باقاعدہ

مالی امداد سے چل رہے تھے۔ کتنے ہی نادار بچوں کی پڑھائی کے مصارف کی ذمہ داری ان پر تھی اور کتنی ہی بے سہارا بیواؤں کی بسر اوقات کا دار و مدار ان کے وظیفوں پر تھا۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی وفات دکھی اور بے سہارا لوگوں کے لیے ایک شدید المیہ کی حیثیت رکھتی تھی۔

ان کی وفات کے بعد ان کے صاحب زادے چودھری محمد خالد نے بڑی سلیقہ مندی سے اپنے لائق باپ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے چودھری اکیڈمی کا سنگ بنیاد رکھا ہے۔

میرا پہلا مجموعہ ”خرابات“ بھی اسی ادارے نے شائع کیا تھا اور میں خوش ہوں کہ میرا تازہ ترین مجموعہ ”کلام“ چارہ درو“ بھی ان کے صاحب زادے قائم کردہ چودھری اکیڈمی شائع کر رہے ہیں۔

”خرابات“ کے دائمی حقوق اشاعت بھی اب چودھری محمد خالد کے ہاتھ فروخت کر رہا ہوں۔

سید عبدالحمید عادم

وہ اتنی خوش نظر آتی ہے۔ لال کپڑوں میں

کہ جیسے شہر میں آتا ہے کوئی۔ گاؤں سے

عدم



تکلیف مٹ گئی — مگر احساس رہ گیا
خوش ہوں کہ کچھ نہ کچھ تو مرے پاس رہ گیا

پل بھر میں اس کی شکل! نہ آئی اگر نظر
یک دم الجھ کے! رشتہ انقاس رہ گیا

فوٹو میں! دل کی چوٹ نہ تبدیل ہو سکی
نقلیں اتار اتار! عکاس رہ گیا

وہ جھوٹے موتیوں کی چمک پر! بھسمل گئی
میں ہاتھ میں لیے ہوئے! الماس رہ گیا

اک ہم سفر کو کھوکھو کے! یہ حالت ہوتی عدم
جھگل میں جس طرح کوئی بے آس رہ گیا

پھر بھی ادب کی حد سے — میں آگے نہ بڑھ سکا
گو میرا ہاتھ — اس کے گریباں کے پاس تھا

کیا بے نظیر چیز — ہوئی کس جگہ نصیب
دل کا متدار — زلف پریشاں کے پاس تھا

تخریب کائنات کا — الزام کس کو دیں
دنیا کا انتظام تو — انساں کے پاس تھا

دنیا کی — ساری حشمت و دولت کے باوجود
تھا اک خدا کا نام — جو انساں کے پاس تھا

حکام نے وہاں سے بھی — مجھ کو اٹھا دیا
بیٹھا ہوا میں — یار کے درباں کے پاس تھا

سب جھوٹ تھا — جو چشمہ حیواں کے پاس تھا
آب بقا فقط — لب جاناں کے پاس تھا

جیتے رہے ہم آپ سے ملنے کی — آس پر
کیا حسن — ایک جھوٹے سے پیاں کے پاس تھا

منظوم پنچپیوں کی — تواضع کے واسطے
اک دلفریب باغ بھی — زنداں کے پاس تھا

اک دن تو آدمی کو — وہ دیتا کھلی مجال
پر اتنا حوصلہ کہاں — یزداں کے پاس تھا

ایم بی بھی گلا کرے۔ ابہاں۔۔۔ تو کیا کہوں
میرا تمام گھر۔۔۔ مرے مہاں کے پاس تھا

جو پھول تھا۔۔۔ وہ میری پہنچ میں نہ تھا عدم
جو خار تھا۔۔۔ وہ میری رگ جاں کے پاس تھا



ہمیں ہی نہ کانٹوں کا یہ ہار۔۔۔ ڈالیں
ذرا خود کو بھی۔۔۔ خوئے ایشا ڈالیں

ارادہ ہے۔۔۔ نادان و شوقین دل کو
کسی چاند سی شکل پر۔۔۔ وار ڈالیں

اگر زندگی۔۔۔ واقعی اک جو ہے
تو بے وقت سب کچھ۔۔۔ کہیں ہار ڈالیں

وہ تنہا نہ دل اپنا۔۔۔ بھلا سکیں گے
کہو۔۔۔ ساز میں اور اک تار ڈالیں

کہیں یوں نہ ہو — زندگی دینے والے
بہت جوش میں آئیں — تو مار ڈالیں

گزر جائیں گے — یوں بھی دن زندگی کے
ترے خُلق پر کس لیے — بار ڈالیں

عَدَم آؤ — اللہ کا نام لے کر
کسی چٹبلی موت سے — پیار ڈالیں

— — —



خبر کوئی میسری — اگر پائیے گا
مجھے بھی مرے ساتھ — ملوایے گا

زمانے کا دستور ہے — نکتہ چینی
زمانے سے — بالکل نہ گھبرائیے گا

کس دشمنی کی — کوئی رہ گئی ہے
تو اک روز — تشریف لے آئیے گا

ذرا میں بھی دل اپنا — ٹھنڈا کروں گا
ذرا آپ بھی ناز — اٹھو آئیے گا



نہ کوئی آنکھ اٹھتی ہے — نہ کوئی جام ملتا ہے
ابھی تو میکہ ہم کو — برائے نام ملتا ہے

خدا کا شکر کر تہمت اگر — اُس آنکھ کی آئے
بڑی مشکل سے ایسا قیمتی الزام — ملتا ہے

محبت کتنی نا جائز سی — اور مہل سی خواہش ہے
کسی کو کون اس دنیا میں — صبح و شام — ملتا ہے

صبا سے — پھول سے — شبنم سے — جگنو سے — پرندوں سے
غرض ہر شے سے ہر دم — پیار کا پیغام ملتا ہے

دوامی رفاقت تو — مشکل ہے پھر بھی
بہت جلد و صحو کا — نہ دے جائیے گا

یہ دل واقعی اب — بہت بے کشش ہے؟
تو کیا اس کو — ویران کر جائیے گا

یہی آنا جانا تو ہے — زندگی میں
کبھی آئیے گا — کبھی جلیے گا

جو ہمہ رویاں آپ نے — ہم سے کی ہیں
کبھی آپ ہی — غور نہ مائیے گا

عدم ہی کا گھر آج — بن جائے جنت
گئی رات ہے — کس طرف جائیے گا



پرستشِ حُسن کی — اک قدرتی خواہش ہے انساں کی
جو ملتا ہے — تمہارے تابع احکام ملتا ہے

ترا گھر چھین گیا تو کیا ہوا — اے شہد کی مکھی!
شرافت کا تو دنیا میں — یہی انعام ملتا ہے

ہمیشہ لڑتے رہتے ہو اگرچہ ہم سے تم — پھر بھی
تمہارا نام لینے سے — بڑا آرام ملتا ہے

گلابی رنگ سے جس کو محبت ہو — وہ مہرِ پیکر
ہمیشہ گل بدن — گلِ پیرہن — گلِ فام ملتا ہے

جو کارِ آگاہ ہیں — ان کی طلب تو ہر جگہ ہوگی
کہیں بالکل نکتوں کو بھی — کوئی کام ملتا ہے؟

مُعزز آدمی بننے کی — کچھ تعلیم حاصل کر
کہ سیدھا سادھا انساں — دہریہ بدنام ملتا ہے

اُسی زہرہ جہیں کو رب سمجھ لیتا ہوں میں — مجھ کو
قریبِ میسکہ — جو صبح کے ہنگام ملتا ہے

محبت ہی عدم — وہ خوبصورت موت ہے — جس کو
بہر عنوان — حیاتِ جاوداں کا نام ملتا ہے



خرد کی دُور اندیشی تو — کانٹوں کا بچھونا ہے
کہیں سے سادگی کی انتہا کو — ڈھونڈ کر لاؤ

کلی مایوس — غنچہ بدگماں — شبِ نیم — اسیمہ
خدا کے واسطے — بادِ صبا کو ڈھونڈ کر لاؤ

کسی نا اہل کو — آواز کیوں سرکار نے دی تھی
مرے ساتھ آؤ — اور اپنی صدا کو ڈھونڈ کر لاؤ

خضرِ آبِ بقا تو دُور کا جھنجھٹ ہے — تم پہلے
کسی چھوٹے سے دُکھی کی — دوا کو ڈھونڈ کر لاؤ

جو سادہ اور بے مقصد خوشی کا — شہد رکھتے تھے
کہیں ان گم شدہ صبح و مساکو — ڈھونڈ کر لاؤ

عدمِ تم کو کہا تھا — ناخدا سے سوچ کر لڑنا
نہیں سوچا تو اب جاؤ — خدا کو ڈھونڈ کر لاؤ

مرے اس غولِ بصورت بے وفا کو — ڈھونڈ کر لاؤ
مرض کو کاٹنے والی دوا کو — ڈھونڈ کر لاؤ

خطوط اس کے بدن کے — انتہا ہیں عِلمِ باطن کی
کہیں سے میری روحانی غذا کو — ڈھونڈ کر لاؤ

جو ہر آب و ہوا میں — تازہ و شاداب رہتا تھا
کہیں سے — اس دلِ بے مدعا کو — ڈھونڈ کر لاؤ

میں ان دونوں سے ناواقف ہوں — اپنی پُختہ نصیبی سے
بشر کو گھیر کر لاؤ — خدا کو ڈھونڈ کر لاؤ



کتنی ہمدردی جیتانے — آئے ہیں
گہری خدق میں — گرگزنے آئے ہیں

خالی کر کے آپ — پورا مہیگرہ
میری مے نوشی چھڑانے — آئے ہیں

ہم کو خوشیوں سے بھلا — کیا واسطہ
ہم تو جشنِ غم منانے — آئے ہیں

اپنی ہم دردی سے بھی — لگتا ہے ڈر
سوچتا ہوں — کیا زمانے آئے ہیں

چند پاگل — متحد ہو کر عدم
مجھ کو دانائی سکھانے — آئے ہیں



نوکِ ابرو کو — تان لیتے ہیں ؟
کس ادا سے وہ — حبان لیتے ہیں

میں انہیں — صاف دل سمجھتا ہوں
وہ مرا امتحان — لیتے ہیں

آپ کی بات — واقعی سچ ہے
آپ کی بات — مان لیتے ہیں

مجھ کو شکوہ تھا — آپ سے اُٹا
آپ مجھ سے زبان — لیتے ہیں ؟

بات رستی ہے — کب کوئی مخفی
جہان نئے والے — جان لیتے ہیں

کیا عجب — دل میں آج سے کوئی
رہنے والے — مکان لیتے ہیں

جیسے سجدے کا ہو عدم — موقع
ولسی تکبیر — مٹان لیتے ہیں



بستر تری گلی سے — اٹھایا نہ جاسکے
یہ ظلم اپنی جاں پر — ڈھایا نہ جاسکے

اس کو شبِ منراق کہوں — یا شبِ مصال
وہ سو گیا ہے — مجھ سے جگایا نہ جاسکے

ڈرتا ہے میری وحشتِ دل سے — وہ اس طرح
چاہے بھی گر — تو پیار کرایا نہ جاسکے

موزوں جگہ پر لفظ — وہی ہے جبرِ اہوا
جوتا ابد و ماں سے — اٹھایا نہ جاسکے

ہے انفرادیت — یہی انسان کی عدم
حسن اس کی شخصیت کا — چرایا نہ جاسکے

اے پری دیش — میں وفا اور صدق کا بھوکا نہیں
مجھ کو تو اک خوبصورت بے وفا — درکار ہے

جو غریبوں سے بھی — ہمدردی کا کرتا ہے سلوک
مجھ کو اس بھگوان کے — گھر کا پتہ درکار ہے

نہتر کو لے آؤ میرے پاس — گر اس شخص کو
واقعی چکھنے کو کچھ — آپ بقا درکار ہے

قیمتی قالین دکھاتے ہیں مجھے — تاجر عتد
اور مجھے قیمت بغیر — اک بوریا درکار ہے

—*—

مجھ کو کس شے کی طلب ہے — مجھ کو کیا درکار ہے
اس ضمن میں — کچھ ترا بھی فیصلہ درکار ہے

یہ دوا تو — تیرے ہونٹوں کے شفا خانے میں ہے
مر رہا ہوں — دردِ ہستی کی دوا درکار ہے

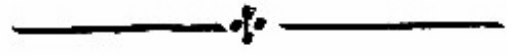
یہ ضرورت — اتنی ناجائز ضرورت تو نہیں
ایک ہمدم — اک سجن — اک دلربا درکار ہے

دوسروں پر ہی نہ کر دیجے — توجہ ختم سب
بندہ پرورد مجھ کو بھی — اک دلربا درکار ہے

بہاں قدر ہے۔ کچھ نہ کچھ آدمی کی
وہ کیا قابلِ متدر۔ آبادیاں ہیں

غریبوں سے کیا کام۔ آسائشوں کا
وہ اونچے گھرانوں کی۔ شہزادیاں ہیں

عدم۔ صورتوں کی چمک۔ پر نہ جاتا
یہ سب آنکھ کی۔ فتنہ ایجادیاں ہیں



ستاروں کے آگے۔ جو آبادیاں ہیں
تری زلف کی۔ گم شدہ وادیاں ہیں

زمانہ بھی۔ کیا رونقوں کی جگہ ہے
کہیں رونا دھونا۔ کہیں شادیاں ہیں

تری کاکلیں ہی نہیں۔ سبز پریاں
مری آرزوئیں بھی۔ شہزادیاں ہیں

بڑی شے ہے۔۔۔ وابستگی دودلوں کی
یہ پابندیاں ہی تو۔ آزادیاں ہیں

کوئی اصلیت بھی ہے — دیر و حرم کی
کہ خالی قیاسات آرائیاں — ہیں

کس افلاس سے — زندگی کٹ رہی ہے
نہ بدنامیاں ہیں — نہ رسوائیاں ہیں

اگر آپ بیمار کو — حوصلہ دیں
تو انائیاں ہی تو انائیاں ہیں !

عدم اس کی چڑھتی جوانی میں — رقصاں
قیامت کے موسم کی — پرچھائیاں ہیں

—————

جواں بچلیاں — پوچھنے آئیاں ہیں
انہیں بالیاں کس نے — پہنائیاں ہیں

گھنٹی کا کلیں ہیں — کہ ساون کا موسم
کشیدہ بھنویں ہیں — کہ شہنائیاں ہیں

محبت کی املاک — کیا اور ہوگی
جوانی کی جاگیں — رسوائیاں ہیں

وہاں کیا کوئی چیز — سستی ملے گی؟
جہاں تہمتوں کی بھی — مہنگائیاں ہیں

حسین ساخت — ترے ناخن تدبیر کی
کلید دفتر نقش و نگار ہے — ساقی

اتار دیتی ہے — ہر زنگ دیدہ و دل سے
شراب — ہوش و حسد کا سنگا ہے ساقی

خرد کا حلقہ قدرت — بہت وسیع نہیں
جنوں کے پاس — بڑا اقتدار ہے ساقی

میں پہلا جام اٹھاؤں گا — اپنی مرضی سے
پھر اس کے بعد — تجھے اختیار ہے ساقی

وہ ایسی کنسی شے ہے — جو اس کے پاس نہیں
خدا تو نگر و سرمایہ دار ہے ساقی

ترے فیوض کا — کوئی شمار ہے ساقی؟
جدھر نگاہ اٹھاؤ — بہا رہے ساقی؟

بچاریوں کے گلے اور کلائی میں — گرچہ
نہ کوئی گنجا ہے ساقی — نہ ہا رہے ساقی

مگر غریب و تہی دست نازنیتوں پر
وقار شرم و شرافت — نہا رہے ساقی

تری صراحی میں — ہوتا ہے جو گلاب کا رس
وہاں توں کا — حقیقی نکھار ہے ساقی

مجھے تجسس و تحقیق کی میں عادت
 مجھے خدا پر — یونہی اعتبار ہے ساقی



اگر متاعِ فقیری بھی — اک دولت ہے
 تو پھر عدم — بڑا جاگیردار ہے مہاتمی

ابھی گجس نہ بجاؤ — کہ رات باقی ہے
 کچھ اور دیپ جلاؤ — کہ رات باقی ہے

دُرا کے جھوٹے سویرے سے — اس فدائی کو
 نہ اپنی جان چھڑاؤ — کہ رات باقی ہے

تمام رات ہم کائنات کا — بندھن ہے
 حضور بھول نہ جاؤ — کہ رات باقی ہے

طلوعِ حشر کے ہم منحرف نہیں — لیکن
 ابھی ہمیں نہ جگاؤ — کہ رات باقی ہے

خدا کے واسطے — محشر میں کھول دو زلفیں
مجھے یقین دلاؤ — کہ رات باقی ہے

ابھی اذان نہیں دی — کسی مؤذن نے
ابھی بدن نہ چڑاؤ — کہ رات باقی ہے

ترا اور مرا — گو بُدا ساز ہے
بہت ملتے جلتے سی — آواز ہے

وہ جگنو ہے — سوچ سے بڑھ کر غنی
جو بھٹکے مسافر کا — دمساز ہے

تری دشمنی کا — میں شاکی نہیں
خیں ظلم بھی — ایک اعجاز ہے

یہ کیسی کہانی ہے — قصہ سدا
نہ انجام ہے — اور نہ آغا ہے

ذرا سی رات میں — پل پل نہ کہنیاں جھگو
گھڑی گھڑی نہ ستاؤ — کہ رات باقی ہے

ابھی تو راہ میں — جنات کا غسل ہوگا
ابھی نکل کے نہ جاؤ — کہ رات باقی ہے

ہر ایک چیز کا ہوتا ہے — اپنا اپنا محل
سحر کو آگ لگاؤ — کہ رات باقی ہے

بُجھی کہاں ہے ابھی — دلبر کی پیاسِ عدم
انہیں کچھ اور پلاؤ — کہ رات باقی ہے

کوئی شے — بہت خوبصورت نہیں
جو کچھ بھی ہے — تیکنے کا انداز ہے

ابھی قحطِ انوار کا — کیا سوال؟
ابھی تو — درمیکدہ باز ہے

تو دار و رسن ہی سے — گھبرا گیا
یہاں سے تو — رستے کا آغاز ہے

دکھا ڈھونڈ کر — اپنے جیسا کوئی
مجھے اپنی بینائی پر — ناز ہے

محبت وہ طوفان ہے — اے عدم
نہ صورت ہے جس کی — نہ آواز ہے

— — —



یہ اک دو دن — جو نادانی کے دن ہیں
یہی خوشیوں کی — طغیانی کے دن ہیں

جوانی — حُسن — مستی — رنگ — رونق
پری زادوں کی سلطانی کے — دن ہیں

ابھی اپنی حفاظت — کیا کروں میں؟
ابھی تیری نگہبانی کے — دن ہیں

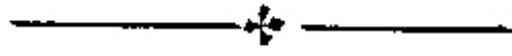
دل و جاں چاہئیں — تو حکم کیجے
یہ دن — چینیوں کی ارزانی کے دن ہیں

عدم — شمس و قمر کو — کون پوچھے
سیہ زلفوں کی تابانی کے — دن ہیں

روح اس سے — اگر ہو بالیدہ
حُرم کرنا بھی — اک عبادت ہے

چوم لینا — حُبین چیزوں کو
یہ تو میری — پرانی عادت ہے

گرچہ مذہب ہیں — بے حساب علم
دین انسانیت — شرافت ہے



حُسن — کتنا گراں سماعت ہے؟
عشق — اک اُن سنی حکایت ہے

دوستی مت بڑھائیے — لیکن
آنے جانے میں — کیا قباحت ہے

ہمم کو بھی پوچھ لو — کبھی اتنا
کیا تمہیں بھی — کوئی ضرورت ہے؟

واردوں جاں — تری کسی شے پر
اے پری زاد — کیا اجازت ہے؟

شیخ دنیا کا پجاری بھی ہے۔ اور دین کا بھی
یہ نئی کھوپ کوئی ہوگی۔ مسلمانوں کی

ڈھونڈنے نکلے تو۔ ملنا نہیں انساں کوئی
یوں تو افراط ہی افراط ہے۔ انسانوں کی

ناخدا عقل کا دشمن ہے۔ تو پھر کیا خدشہ؟
کشتیاں ویسے بھی خوراک ہیں۔ طوفانوں کی

کوئی چاہے بھی تو۔ لٹنے سے نہیں بچ سکتا
اتنی بہتات ہے دنیا میں۔ نگہبانوں کی

چاند سورج کے نصیبوں میں۔ کہاں جگمگ
بالیاں جتنی درخشاں ہیں۔ ترے کانوں کی

باغِ جنت کے محافظ کی۔ عدم کیا عزت؟
دھاک ہوتی ہے۔ پری زاروں کے ربانوں کی

لوٹ لینا بھی اگر۔ ریت ہے میناؤں کی؟
باخدا مجھ کو ضرورت نہیں۔ پیماؤں کی

لوٹتے رہنا۔ بڑے پیار سے نادانوں کو
اصل تعریف یہی ہوتی ہے۔ فرزانوں کی

اک دو بے کو نہیں جانتا۔ جس جا کوئی
بستیاں کتنی مبارک ہیں وہ۔ انسانوں کی

آپ فرمائیں گے جو حکم۔ وہ ہو جائے گا
اپنی مرضی نہیں ہوتی کوئی۔ دیوانوں کی



ستاروں میں کم ہو گیا ہے ستارا۔ نگاروں میں کھوئی گئی ہے جوانی
چمکتی چمکتی۔ دمکتی دمکتی۔ بہاروں میں کھوئی گئی ہے جوانی

جوانی کے کھونے کا یہ بانگ بھی۔ ہمیں تاقیامت نہ بھولے گا ساقی
حقائق کے کانٹوں سے دامن بچا کر اشاروں میں کھوئی گئی ہے جوانی

کسی وقت کی کوئی مانوس آہٹ۔ سماعت کچے زانو پہ سوئی ہوئی تھی
جگاتے جگاتے اسے دور کر کے۔ آبشاروں میں کھوئی گئی ہے جوانی

شرابوں میں ڈوبی نگاہوں کے انداز۔ اس کو بہت خوبصورت لگے تھے
اسی واسطے تو گلابی گلابی۔ خماروں میں کھوئی گئی ہے جوانی

انگوں کے رنگین مرقد تو تھے۔ اے عدم اس پر پی کی خوشی کا اثاثہ
گئی تھی چڑھانے وہاں پھول لیکن۔ مزاروں میں کھوئی گئی ہے جوانی



ایک حکایت تھرا اٹھی۔ ایک فسانہ جاگ اٹھا
اس نے جدھر کو سنس کر دیکھا۔ حیرت خانہ جاگ اٹھا

میرے جنوں نے چپ سا دھمی تھی۔ اس کی نظر پھر سنسنے لگی
اک دیوانہ سویا ہی تھا۔ اک دیوانہ جاگ اٹھا

شمع اکیلی جلتی رہی کل رات۔ بڑی مایوسی سے
جو نہی مگر دور اکھ ہوئی۔ مورکھ پروانہ جاگ اٹھا

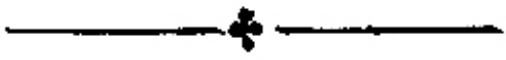
یار کے کانوں تک درباں نے۔ پیچ نہ میری جانے دی
شور تو اتنا تھا در نہ۔ اپنا بیگانہ جاگ اٹھا

رات بہت بے وقت عدم۔ ہم جانکے مینا نے کو
پھر بھی ہماری دشتک سن کر۔ اک پیمانہ جاگ اٹھا

ہاتھ پھیلا کے دیکھ لوں — شاید
تیرا آنچل جواب — ہو جائے

ہرج کیا ہے جو — اک منوہر سے
حُرم کا ارتکاب — ہو جائے

میرادل اس کے سر پر — سچ کے عدم
چاند کیا — آفتاب ہو جائے



لطف ہو یا عتاب — ہو جائے
کوئی کارِ ثواب — ہو جائے

آپ یوں گھٹ کے — پیش آتے ہیں
جیسے دریا — حساب ہو جائے

روزِ محشر بھی ہم — ترستے رہے
کہ ہمارا حساب — ہو جائے

جس کو ساقی کی انگلیاں — چھو دیں
وہ پیالہ — رُباب ہو جائے

کون کس کی — مدد کو آتا ہے
وقت ہے — خود ہی بیت جاتا ہے

تیری تفسیر کج کو — نظر نہ لگے
کیوں فقیروں کا — دل دکھاتا ہے

کیا کوئی روکتا نہیں — اس کو
کون یہ مورتیں — بناتا ہے

شب بئیرا ہے — عالم ہستی
کوئی آتا ہے — کوئی جاتا ہے

یہ تمہیں کس نے — وہم ڈالا تھا
رہنما — راہ بھی دکھاتا ہے

اس جگہ تک نہ ساتھ — لے جانا
جس جگہ ساتھ — چھوٹ جاتا ہے

تیری نظریں تو — چھوڑتی ہی نہیں
دیکھتا ہے تو — یا بلاتا ہے

جسم ہو جائے گا کوئی — مجھ سے
کیوں مرا حوصلہ — بڑھاتا ہے

یوں سمجھتی ہیں — کاکلیں اس کی
جیسے سیلابِ نور — آتا ہے

ناحہِ اُتو قدم — وہی ہے جو
ناؤ کے ساتھ — ڈوب جاتا ہے

بن جاتا بے سنسار۔ اُجالوں کا نگر، جب
نکھلتی ہے تری زلف پر لیشاں۔ مرے آگے

اب خضر سکندر کو۔ کبھی دھوکا نہ دے گا
بیٹھا ہے وہ۔ یوں ہو کے لیشیاں مرے آگے

میں نے ہی تو یہ تخت اُسے۔ اُڑنے کو دیا تھا
کیسے رکھے سرا و نچا۔ سلیمان مرے آگے

خورشید کو دیتا ہے جنم۔ راست کا ماتم
کتاب ہے افق چاک گریباں۔ مرے آگے

جاتا ہوں گلستاں میں۔ تو ہمراہ عنادل
ہوتے ہیں شگوفے بھی۔ غزلخواں مرے آگے

احکام مرے۔ کون و مکاں پر ہیں مسلط
ہے رقص کُناں۔ عالم امکان مرے آگے

کم تر نہیں گو۔ عزت یزداں مرے آگے
اونچا ہے بہت۔ رتبہ انساں مرے آگے

میں اس کے تعاقب میں ہوں۔ وہ میری بھنک میں
یزداں میرے پیچھے ہے تو۔ انساں مرے آگے

شاہوں کے قصیدوں کے سوا۔ کچھ نہیں اُس میں
تاریخ ہے۔ باز بچہ طغلاں مرے آگے

یہ مے کا پیالہ نہیں۔ اے مستیِ دوراں
افسانہ سرا ہے۔ سرِ سلطان مرے آگے

مردود مشقت ہیں۔ مَرُوش ازل سے
کرنے کو کوئی کار نمایاں۔ مے آگے

خلاق سے بھی کرتے ہیں۔ اصنام جو پردہ
ہو جاتے ہیں۔ بے ساختہ عزایاں مے آگے

میں دین فروشوں کی۔ حقیقت ہوں واقف
محرم کبھی رہ سکتے ہیں نہاں۔ مے آگے

بربط میں عدم۔ کھینچ کے بے رحم مُغنی
لے آئے ہیں میری ہی رگ جاں مے آگے

— ❦ —



جو حلاق کی تصدیح کا۔ ساماں ہونا
کس قدر مضحکہ انگیز ہے۔ انساں ہونا

یوں تو دنیا بھی۔ ہر اک رنگ میں تھی آشفقت
اس کو آیا نہ۔ تری زلف پریشاں ہونا

جل بچھے فرط رقابت سے۔ جو دیکھے سُوج
آپنی زلف میں۔ جگنو کا فروزاں ہونا

ہنس کے اک بار اگر بول بھی لے۔ تو مجھ سے
مجھ کو مہنگا نہیں بچہ۔ جان کا نقصان ہونا

بندہ پرور۔ یہ حجابوں کا تکلف کیسا؟
انتہا شوقِ ناش کی ہے۔ عزایاں ہونا

ایک انسان بھی دنیا میں ہے۔ جب تک غمگین
میرے مولا۔ مری خاطر نہ پریشاں ہونا

عقل ہر بات کو۔ اک جرم بنا دیتی ہے
بے سبب سوچنا۔ بے سود پیشیاں ہونا

جھولی بھری ہے۔ ہر اک چیز سے یاد نہیں نے
سوچتا رہتا ہوں۔ کس چیز کا خواہاں ہونا؟

میری ہمدردی پر کردھیسان نہ اپنا ضائع
مجھ کو آتا نہیں۔ شرمندہ احساں ہونا

ہولیتیں گر۔ تو خوشی سے نہ پھٹک کر مر جاؤں
اے پریوش۔ مرے گھر میں تراہمساں ہونا؟

جس کا دم ہی نہ گھٹا ہو کبھی۔ وہ کیا جانے
کیسا آزار ہے۔ بے چاک گرمیاں ہونا؟

ترے ہونٹوں سے مرے ہونٹ۔ اگر مل جائیں
سیکھ لے تلخی غم۔ چشمہ حسیواں ہونا

دبدبہ اس کا۔ قلم اس کا۔ حکومت اس کی
جس کی قسمت میں لکھا ہو۔ ترا درباں ہونا

اے پریوش۔ تری چھتتی ہوئی پلکوں کی قسم
رسم بن جائے گا۔ کانٹوں کا رگ جہاں ہونا

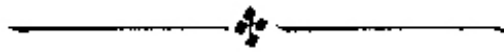
ایسی ایسی بھی بنائی ہیں۔ حنہ نے شکلیں
دیکھ لینا ہے جنہیں۔ حافظہ آں ہونا

کبریا کچھ بھی ہو۔ انساں کا ہم جنس نہیں
بے وقوفو۔ کسی ہم جنس پرستہاں ہونا

بعض راتوں کو عدم۔ ہوتا ہے محسوس مجھے
اتنا مشکل بھی نہیں۔ گھر کا بیاباں ہونا

تو حاصل ہمیں ہونہ ہو۔ اے پری وش
مگر ہم طلب گار تیرے۔ رہیں گے

عدم میرا باطن بھی۔ متھرا کا بن ہے
یہاں گوہیوں کے بسیرے۔ رہیں گے



جہاں ہم فقیروں کے۔ ڈیرے رہیں گے
وہاں مہ جہینوں کے۔ پھیرے رہیں گے

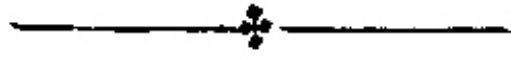
جور اتیں کٹیں گی ترے ساتھ۔ اُن کے
بڑے خوبصورت سویرے۔ رہیں گے

تو تکلیف دے گا۔ میں خدمت کروں گا
یہی مشغلے تیرے میرے۔ رہیں گے

یہ برسات کی۔ عارضی رت نہیں ہے
وہ گیسو۔ ہمیشہ گھنیرے رہیں گے

غریبوں کو ملت بڑی شے نہیں — پر
تمہاری خوشی ہے — تمہاری رضا ہے

وہ کس درجہ خوش ہے — یہ معلوم کر کے
عدم — کتنا نادان اور سر پھرا ہے



یہی تیری مقبولیت کی — بنا ہے
تو دشمن ہے — لیکن بڑا دلربا ہے

محبت بہت ہی غلط شے ہے — مانا
مگر دوسری کون سی — کچھ بجا ہے

کسی کی جو کرتا نہیں — عیب جوئی
وہ انسان — انتہا پار سا ہے

دعائیں بھی — واقف بنی ہیں کسی کی
تو میری کوئی خوبصورت — دعا ہے

وقت ہے کچھ غور فرمایئے — اس چیز پر
آپ پر گرمیرے مرجانے کا — الزام آگیا

بلوکس سوچ میں بیٹھے ہو — اتنے مطمئن
آخری غنچہ بھی اب تو باغ کا — مر جھا گیا

میری اور اس کی نگاہوں کا تصادم — کچھ نہ بچے
بیخودی میں آئینے سے — آئینہ ٹکرا گیا

ہے جلت مختلف — دنیا میں ہر انسان کی
ایک نے تعمیر کی — دو جا عمارت ڈھا گیا

عقل والے بھی غم — کیا نہ پھرے انسان ہیں
سوچتے رہتے ہیں ہر دم — کیا ملا اور کیا گیا

زندگی میں وہ جس ہیں — اس سادگی سے آگیا
زندگی کے راستوں پر — چاندنی برسا گیا

شام کے بھولے ہوئے کے باب میں کیا حکم ہے
صبح کا بھولا ہوا اگر شام کو — گھر آگیا

غیر ارادی طور پر — سچائی روشن ہو گئی
آج میری بات کو — وہ آپ ہی دہرا گیا

میری بربادی — بڑے اشخاص کی مرہون ہے
جو بھی آیا بے تکلف — کچھ کرم نہ ما گیا

اس قدر گھل مل نہ جاؤ۔ اُن سے پہلی مرتبہ
گھر پسند آیا تو پھر وہ۔ چھوڑ کر جائیں گے کیا؟

رنگ برہم بھی اگر ہوگا۔ تو پھر بھی رنگ ہے
پھول مرجھا بھی گئے تو۔ پھول مرجھائیں گے کیا؟

کوئی نہ کوئی تو آخر۔ آہی جائے گا بکار!
دوستوں کے قحط سے۔ دشمن بھی مرجھائیں گے کیا؟

بات کرنے پر وہ آمادہ تو ہیں۔ تھوڑے بہت
یہ نہیں پسکس خنز۔ ارشاد۔ فرمائیں گے کیا؟

اتنا لمبا اور بھیاںک دن۔ کٹے گا کس طرح
حشر کے میلے میں کچھ۔ تو ال بھی جائیں گے کیا؟

صاحبانِ جاہ و ثروت۔ آپ خود مت لاش ہیں
آپ اس مسکین کی۔ امداد نہ مانیں گے کیا؟

دوست دل کے مسئلے میں۔ میرے کام آئیں گے کیا؟
ایک پاگل کو۔ کئی نادان سمجھائیں گے کیا؟

سولیاں لاکھوں بھی ہوں حائل تو۔ اربابِ نظر
مردشوں کو دیکھنے سے۔ باز آجائیں گے کیا؟

اللہ اللہ۔ اپنے دیوانوں سے اتنی بے رخی
آج ہم پر آپ۔ پتھر بھی نہ برسائیں گے کیا؟

آپ کے بس میں تو۔ اپنی زلفِ برہم بھی نہیں
آپ میری الجھنوں کے پیچ۔ سلجھائیں گے کیا؟



کیوں لپیٹ جائیں نہ تم سے — ہم کسی دن خود بخود
یہ اجازت بھی — خدا سے مانگنے جائیں گے کیا؟

بڑی بے تحاشا — شرا ہیں یہی ہیں
کہ آنکھوں سے آنکھیں — حائل رہی ہیں

مجھے جس گھر کی ضرورت ہے — اس سے
سمندر کی گہرائیاں بھی — تہی ہیں

زبانوں کے بس کی — کہاں ہیں وہ باتیں
جو سرکار کے ابروؤں نے — کہی ہیں

مرا حال اب — دور رہ کر نہ پوچھو
میری جان پر — برچھیاں چل رہی ہیں

کرم تو عدم — سخت میں ہی نہیں تھا
جفا میں — بڑی چاشنی سے سہی ہیں

ہم غریبوں کی غذا تو ہے — غم انساں عدم
خلد میں اس نے ہمیں بھیجا تو ہم — کھائیں گے کیا؟





طبیعت آدمی کی — اُس کی اصلی ذات ہوتی ہے
اسی سے جیت ہوتی ہے — اسی سے مات ہوتی ہے

ہے وابستہ مرا آرام — میری بے تدراری سے
جہاں گرمی زیادہ ہو — وہاں برسات ہوتی ہے

بکھرتے ہیں وہ گیسو دل میں — یوں آہستہ آہستہ
کہ جیسے جنگلوں میں — ہولے ہولے رات ہوتی ہے

جو کچھ بھی ہم — نڈر اور بے تکلف کر گزرتے ہیں
وہ ساری — آپ کی تعمیل ارشادات ہوتی ہے



سوا اس کے — کیا دوسری بات ہوگی
تمہیں جیت ہوگی — ہمیں مات ہوگی

اثر ہے تو — یک لخت ہو گانٹایاں
کشمش ہے تو — فوراً ملاقات ہوگی

مرے دوستوں کی — دل آزاریوں میں
میری بہتری کی کوئی بات — ہوگی

تیری زلف — اعلانِ فدا رہی ہے
بڑی موسلا دھار — برسات ہوگی

عدمِ عمر رفتہ نے — جانا کہاں ہے
وہ بیٹھی — قریبِ خرابا بات ہوگی

کوئی گھاؤ بھی ایسا ہے — نہ بخشیں جو کرم و نرما
بڑے احسان ہوتے ہیں — بڑی خیرات ہوتی ہے

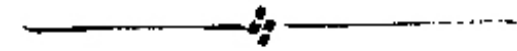
یہ عرض مدعا کے ولولے کی — آخری حد ہے
نہ کوئی بات بنتی ہے — نہ کوئی بات ہوتی ہے

محبت خوبصورت خواہشوں کی — دیپ مالا ہے
یہ وہ تسلیم ہے — جس میں اجالا ہی اجالا ہے

ملے دنیا میں تم مجھ کو — تو پوچھا میں نے یزداں سے
بہیں دنیا میں بھیجا ہے — کہ دنیا سے نکالا ہے

وہ بہاں جس نے میرے صحن دل میں — پاؤں رکھا ہے
نہایت دلربا — بے انتہا اوصاف والا ہے

اگ رہنا ترا سے مجھ میں — مجھ سے نہیں ممکن
کہ صنعت کار نے — اک دعوات سے دنوں کو ڈھالا



نظر مجھ پر مکرر ڈالنے کا ظلم — مت وندما
کہ پہلے وار کو ہی — میں نے مشکل سے سنبھالا ہے

فقیروں کے دوارے پر — عدم قلت ہے کس شے کی؟
پریوش ہیں — بہاریں ہیں — صراحی ہے — پیالا ہے

— ❦ —



سو کے ایسے — نگار اٹھتا ہے
جیسے ابر بہار — اٹھتا ہے

جو بھی اٹھتا ہے — اس کی محفل سے
خستہ و دل فگار — اٹھتا ہے

دو گھڑی اور — دل نبھاتا جا
کیوں خفا ہو کے یار — اٹھتا ہے

آج کی رات — غیب سے گزے
در و دل — بار بار اٹھتا ہے

ہوش میں ہو — تو میکدے سے عدم
کب کوئی بادہ خوار — اٹھتا ہے

کچھ شرافت سے کام لے — واعظ
وعظ کو چھوڑ — بھاگ کر مے لا

نام ہیں — یا غزل کے شعر عدم
راگنی — ناگنی — کنول — لیلا



خوش گلو بلبلوں کا — واویلا
رنگ بن بن کے — چار سو پھیلا

کوئی مجنوں — وفا شعار نہیں
عشق کی آبرو ہے — ہر لیلا

کتنا نازک ہے — اس پری کا بدن
دیکھنے سے بھی — ہو گیا میلا

بھج دے نامہ بر کے ہاتھ — مجھے
رہن بھری گالیوں کا — اک تھپلا

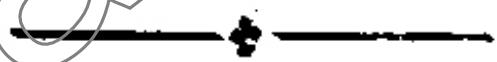
بادشاہی نے بنا ڈالا ہے — حیواں اس کو
مجھ کو بد بختی سلطان پر — ہنسی آتی ہے

آج پھر اس کا بُرا حال ہے — میرے باعث
آج پھر صورتِ دریاں پر — ہنسی آتی ہے

میرے مذہب میں تو ملاح — اُسے کہتے ہیں
جس کو طغیانی و طوفان پر — ہنسی آتی ہے

زندگی پر مجھے یوں آتا ہے خندہ — جیسے
اک گولے کو — سیاہاں پر ہنسی آتی ہے

کیا تماشا بنا ڈالا ہے — ظالم نے عدم
بعض اوقات تو — یزداں پر ہنسی آتی ہے



مجھ کو احوالِ گلستاں پر — ہنسی آتی ہے
ارغواں پوش سیاہاں پر ہنسی آتی ہے

مہ جبینوں سے — یہ دریافت تو کر دو اُن کو
کیوں مرے چاک گریباں پر — ہنسی آتی ہے

ہے بھرم اس کا بھی قائم — تری انگڑائی تک
وسعتِ عالمِ امکاں پر — ہنسی آتی ہے

آ تو جاتا ہے — مگر ڈر کے چپلا جاتا ہے
احتیاطِ غمِ دوراں پر — ہنسی آتی ہے

لباسِ حشر میں کچھ ہو — تو اور کیسا ہوگا؟
بجھا سا اک چھتاکا — تری جوانی کا

کرم کے رنگ — نہایت عجیب ہوتے ہیں
ستم بھی ایک طریقہ ہے — مہربانی کا

عدم بہار کے موسم نے — خود کشی کر لی
کھلا جو رنگ — کسی جسمِ ارغوانی کا

بس اس قدر ہے خلاصہ — مری کہانی کا
کہ بن کے ٹوٹ گیا — اک جنابِ پانی کا

ملا ہے ساقی — تو روشن ہوا ہے یہ مجھ پر
کہ حذف تھا کوئی ٹکڑا — مری کہانی کا

مجھے بھی چہرے پر — رونق دکھائی دیتی ہے
یہ معجزہ ہے — طیبیوں کی — خوش بیانی کا

بے دل میں ایک ہی خواہش — وہ ڈوب جانے کی
کوئی شباب — کوئی حسن ہے روانی کا

جامِ جب — گلفروش ہوتا ہے
کس کو توبہ کا ہوش — ہوتا ہے

سطح کے شور سے — نہ گھبراؤ
قعرِ دریا — خموش ہوتا ہے

جتنی محسوس ہیں — تری آنکھیں
اس قدر کس کو ہوش — ہوتا ہے

صدق کتنی بھی — قیمتی شے ہو
جھوٹ و سرکوش — ہوتا ہے

پہلی پہلی محبتوں میں — عدم
کتنا جوش و غروش — ہوتا ہے

ان کا وقتِ سوال — ہو جانا
میرا تصویرِ حال — ہو جانا

اب وہ آئیں تو — اے دلِ ناداں
پیارے پائال — ہو جانا

درد کا ایک ہی — مداوا ہے
درد کا لازوال — ہو جانا

پہلے و تائم تو کر — مشال کوئی
بعد ازاں — بے مشال ہو جانا

معجزے کا — یہی نشان ہے عدم
بیٹھے بیٹھے کمال — ہو جانا



میں تلخیوں میں — شہد رچاتا چلا گیا
ہنستا ہنساتا — پیتا پلاتا چلا گیا

ہوتے رہے نصیب — کچھ ایسے حبیب فریب
میں خود کشی کا جشن — مناتا چلا گیا

مجھ کو کسی کے آنے کا — اتنا یقین تھا
شب کٹ گئی — میں گھر کو سجاتا چلا گیا

دنیا مری خوشی کو — بہت گھورتی رہی
میں زندگی کا ساز — بجاتا چلا گیا



وہ چشم و فریب — جو مل کر پلٹ گئی
دنیا وسیع ہو کے — دوبارہ پلٹ گئی

اک پل جھلک دکھا کے — چھپا لوں وہ گلبدن
تصویر سامنے سے کوئی — جیسے ہٹ گئی

مجھ کو کسی کے کان میں — کچھ کہتے دیکھ کر
شیشے سے بے دریغ — صراحی لپٹ گئی

دریا تو اپنی عام روش پر تھا — موجب ذن
مانجھی کی سنجہ کاری سے — کشتی الٹ گئی

بے تنگ و نام ہو کے — ہوئی یوں خوشی عدم
جیسے کہ پاؤں سے — کوئی زنجیر کٹ گئی



مرحلہ جو بھی زندگی کا ہے !
راستہ — یار کی گلی کا ہے

ہم کو ناشاد رکھ — کہ آسودہ ؟
ماجرہ اسب — تری خوشی کا ہے

وہ عداوت کریں — تو بسم اللہ
ان سے رشتہ تو — دوستی کا ہے

موت تو ایک — بے ضرر شے ہے
گھاؤ جو بھی ہے — زندگی کا ہے

اک حرف بھی نہ اس کا وہ — گرچہ سمجھ سکے
میں اپنی بات ان کو سناتا — چلا گیا

شک ہے کہ رہزنوں میں — شرافت تھی بے حسا
ورنہ میں کیسے بچتا بچاتا — چلا گیا ؟

طوفاں کے رحم پر تھیں — فقیروں کی کشتیاں
طوفاں ہی کشتیوں کو — چلاتا چلا گیا

وہ رفتہ رفتہ — جام پلاتے چلے گئے
میں رفتہ رفتہ — ہوش میں آتا چلا گیا

کتنے کشادہ قلب تھے احباب — اے عدم
جو بھی ملا — وہ آنکھ بچپاتا چلا گیا





گھنیری زلف والے — آگئے ہیں
اندھیرے اور اجالے — آگئے ہیں

درتپے کھل گئے ہیں — رحمتوں کے
کہ گردش میں — پیالے آگئے ہیں

میں سمجھا تھا — نشے میں غرق ہوں گے
وہ آنچل کو سنبھالے — آگئے ہیں

پتا تو کر ذرا — پیرِ معناں سے
ہمارے ساتھ والے — آگئے ہیں

کیا ہوگا — کس کو آگئی ہے پسند؟
دل میں اس تنہا — اک پری کا ہے

اُن سیہ رنگ — کاکلوں میں عدم
کتنا طوفان — روشنی کا ہے





تری زلفوں سے جُگنو۔ اکتسابِ نور کرتا ہے
یہ بنجارہ۔ اسی بن میں۔ تھکاوٹ دُور کرتا ہے

خود جو کچھ بھی کرتی ہے۔ حدودِ رسم کے اندر
ہنوں جو کچھ بھی کرتا ہے۔ بلا دستور کرتا ہے

جو خیر اندیش بھی دونوں کا ہے۔ وہ کس سخاوت سے
مجھے بدنام کرتا ہے۔ تمہیں مشہور کرتا ہے

مجھے توبہ کا پورا اجر ملتا ہے اسی ساعت
کوئی زہرہ جہیں۔ پلنے پہ جب مجبور کرتا ہے

چمکتی گردنوں میں۔ ماہِ سپیکر !
دلوں کے بار ڈالے۔ آگئے ہیں

تباہی کی ہے کوئی۔ تو بیکار
اُمنگوں میں اُچھالے۔ آگئے ہیں

عدمِ ان کی بھنوں سے۔ مانگ لو کچھ
ستارے پڑھنے والے۔ آگئے ہیں



وہ سنس کر بات ہی کر لیں۔ تو کافی سے زیادہ ہے
پری زادوں سے جھگڑا کب۔ کوئی مزدور کرتا ہے



نظر بازی کو اربابِ خود کچھ بھی کہیں۔ لیکن!
یہ رنگیں مشغلہ۔ دل کو بہت مسرور کرتا ہے

نظر کو دل کی بیتابی سے۔ یوں معمور کر ڈالو
کہ ان کو احستِ رامِ عشق پر۔ مجبور کر ڈالو

ویسے جاتے تھے دل تحفے کی صوت میں۔ غم پہلے
پراب کون ایسی سستی چیز کو۔ منظور کرتا ہے

محبت کرنے والی آنکھ بھی۔ مزدور ہوتی ہے
کبھی تو کچھ۔ حسابِ اجرت مزدور کر ڈالو

ہمیں بھی دوست دشمن کا۔ پتا چل جائے تھوڑا سا
ہماری موت کی جھوٹی خبر۔ مشہور کر ڈالو

کلمہ محترم اب رب۔ زمین پر کم اترتا ہے
مناسب ہے کہ تم۔ ترکِ خیالی طور کر ڈالو

محبت کی صداقت کو پرکھنے میں — جھجک کیسی
پھری میں پیش کر دیتا ہوں — شک تم دُور کر ڈالو

مرے دل پر گلابی ہونٹ رکھ دو — تاکہ جی اُٹھے
یہ فوری رحم کی درخواست ہے — منظور کر ڈالو

جو آرزو بھی دل میں تھی — اک حِمام بن گئی
ہونٹوں تک آتے آتے — ترانام بن گئی

ٹوٹی کچھ ادا سے — سسکتی ہوئی امید
ہلکی سی ایک — صورتِ آرام بن گئی

دن کی شدید دھوپ میں بھی — جب کھلی وہ زلف
اک رس بھری — مہکتی ہوئی — شام بن گئی

ہر جاتی ہو گئی تو — محبت بھی ایک دم
بازار کی سینہ بدنام — بن گئی

جرات خطا کی۔ گرچہ بڑی ناتواں سی تھی!
مصلوب ہو کے — کسی خوش انجام بن گئی



جرم اس کی آنکھ کا تھا۔ مگر کس تپاک سے
میری نگاہ — مورد الزام بن گئی

کل کہیں تجھ سے بھی اچھا — ترا بیسار نہ ہو
اتنے سنگین تغافل کا — گنہ گار نہ ہو

یہ ایک کام زلیست نے — بہتر کیا عدم
اک دل فریب — سلسلہ دامن بن گئی

زندگی میں بھی — سکوں ڈھونڈتے ہو دیوانو
زندگی کیا ہے — جو چلتی ہوئی تلوار نہ ہو

آپ کی بات کے — مفہوم کئی ہوتے ہیں
آپ کی ہاں کہیں — ہم معنی انکار نہ ہو

رات تو نصف سے زائد ہے — مگر ڈیریت
اس گئے وقت بھی — درباں کہیں بیدار نہ ہو

برہمنی میں جو حلاوت ہے۔ سجاوٹ میں کہاں
زلزلہ ہی کیا ہے جو۔ آشفۃ و خم دار نہ ہو



شمع میں کیا ہے۔ جو دیتا ہے پتنگے کو فریب
اس کے پردے میں۔ تراشہ رخسار نہ ہو

ساتی کے گیسوؤں کی ہوا۔ کھارہا ہوں میں
اور اس ہوا کے ساتھ۔ کہیں جارہا ہوں میں

خلق رک جائے گی ناگاہ۔ تماشے کے لیے
مجھ سے اس درجہ خفا۔ برسرِ بازار نہ ہو

خط کے سوا۔ وجودِ دو عالم تھا۔ بے نشان
اس محویت سے خط ترا۔ پڑھتا رہا ہوں میں

دل کو لے آتا ہوں بازار سے۔ واپس ہر روز
اس طرح کا بھی عدم۔ قحطِ حشرِ بیدار نہ ہو

نکلا تھا اس حسین کے تعاقب میں۔ بے خبر
اب تک اسی نقشے میں۔ چلا جا رہا ہوں میں

جھوٹی تسلیوں کا بھی اب۔ اتنا قحط ہے
اے روزِ حشر۔ تجھ پر یعتیں لا رہا ہوں میں



اس محنت کیسے لائی تھی۔ دل کی تڑپ مجھے
برہم نہ ہو۔ ٹھہرتا نہیں۔ جبار ہوں میں

پہلے میں ناصحوں کے سستم کا۔ شکار تھا
اب اپنی جاں پر۔ آپ غضب ڈھار ہوں میں

احسان اس قدر نہ جتاؤ۔ جناب من
جانا ہی چاہتے ہو۔ تو جاؤ جناب من

چپ چاپ بیٹھنا تو۔ فرست کا خون ہے
بولو۔ بلاؤ۔ دھوم مچاؤ جناب من

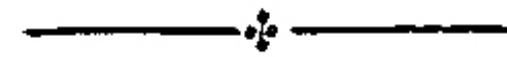
دعوت فقیہ ہر کب۔ دینے سے پیشتر
انبار بوتلوں کے لگاؤ۔ جناب من

میں نے یہ کب کہا ہے۔ کہ گھر نہیں تھے
بے فائدہ قسم نہ اٹھاؤ۔ جناب من

جاتا ہوں بزم حشر میں۔ اس بیدلی کے ساتھ
جیسے کسی رقیب کے گھر۔ جبار ہوں میں

ویر و حرم کی گرد۔ بہت دور رہ گئی!
شاید کہ میکدے کے۔ قریب آ رہا ہوں میں

دل توڑ کر چلے بھی گئے وہ عتد۔ مگر
اُن کے سلوک پر۔ ابھی لہر رہا ہوں میں



اس حادثے سے — جان نکل جائے گی مری
آنچل نہ اپنا مجھ سے چھڑاؤ — جناب من

رسوا کرو غلام کو — کسی اور ڈھنگ سے
جھوٹی کہانیاں نہ بناؤ — جناب من

ایک شب — اس طرح جئے ہوتے
لب ترے لب سے — سی لیتے ہوتے

وہ ملے بھی — تو اک جھجک سی رہی
کاش تھوڑی سی ہسم — پئے ہوتے

کوئی نیکی تو — یاد رہ جاتی
ظلم ہی کھل کے کچھ — کئے ہوتے

شے جگہ پر ہی — ٹھیک لگتی ہے
تم سدا پا — مرے لیے ہوتے

با حُدا۔ تو گلے لگا لیتا
اتنے جلدے تجھے۔ کتے ہوتے



زلیٹ پر رسم آگیا۔ ورنہ
ہم تو کچھ اور بھی۔ جٹے ہوتے

بات کا کوئی۔ فیصلہ نہ ہوا
شکر ہے۔ خونِ مدعا نہ ہوا

ہم کو کہتی تو ہسم نے۔ شیریں کو
شہرِ تعمیر کر دیے ہوتے

عشق نے گو۔ ہزار جہاں بنے
حُسن و صو کے میں۔ مہبت لا نہ ہوا

توبہ کا اس میں۔ کیا زیاں تھا عدم
ہونٹ تو گیلے۔ کر لیے ہوتے

حُسن کو۔ اپنا گھر تو مت سمجھو
داخلہ گروہاں۔ کھلا نہ ہوا



مانگ بیٹھے تھے ہم دعا۔ اک دن
پھر کبھی ایسا حوصلہ۔ نہ ہوا

کچھ تو ہوتا ہے۔ ٹھیک ہو کہ غلط
پھر بُرا کیا۔ اگر مجھ سے نہ ہوا

وہ تو بے حد۔ کریم و مشفق تھے
اتفاقاً۔ مرا مجھ سے نہ ہوا

کیا ہوا۔ یہ نہ پوچھ اے ہمد
بلکہ صرف اتنا پوچھ۔ کیا نہ ہوا

درد کی بھی دوا۔ ہوئی ہے کبھی
ورد وہ کیا۔ جو لا دوا نہ ہوا

میں نے چھیڑا تھا۔ دل لگی سے اسے
وہ بھی کچھ سوچ کر۔ خفا نہ ہوا

کوہ کن نے وہ ریت۔ قائم کی
پھر کوئی مجرم و فاسق نہ ہوا

تو سلامت رہے۔ بخیر رہے
کیا ہوا تو اگر۔ مرا نہ ہوا

ہائے اس مہ جلیں کا۔ حیرت
جو جدا ہو کے بھی۔ جدا نہ ہوا



جواب لانا تھا قاصد نے۔ کیا مرے خط کا
وہ آپ اس کی محبت میں۔ مبتلا نکلا

حرم میں سنگ تھا۔ انسان کے دل میں پیار کا رس
جگہ جگہ کا تہنہ۔ جسدا جسدا نکلا

فیقہہ شہر کی جانب۔ گئے تو تھے صوفی
مگر وہ آدمی۔ میرے مذاق کا نکلا

جو رہنما تھا۔ وہ تو ہیں رہبری تصاعد
جو راہ زن تھا۔ وہ کم بخت۔ رہنما نکلا

خوشی یہ ہے کہ عذو کا بھی۔ سر پھٹا نکلا
خدا کا شکر کہ تو۔ سخت بے وفا نکلا

نظر ملاتے ہوئے اُن سے۔ شرم آتی ہے
میں جس کو صدق سمجھتا تھا۔ مدعا نکلا

اسی کو کہتے ہیں برتاؤ۔ راست بازی کا
دکھائی کچھ دیا اور بعد میں۔ تو کیا نکلا

میں چھوڑ آیا تھا مسجد میں شیخ کو۔ لیکن
وہ پیچھے پیچھے مرے۔ میرے میں آنکلا



کھلی وہ زلف — تو پہلی حبیب رات ہوئی
اٹھی وہ آنکھ — تخلیق کائنات ہوئی

خدا نے گھر تو دیا — عالم وجود مگر
سجاوٹوں کی بنا — عورتوں کی ذات ہوئی

تھیں اتنی باتیں دلوں میں — کہ جب ملا وقع
نہ ان سے بات ہوئی — اور نہ مجھ سے بات ہوئی

دل تباہ کو — کچھ اور کر گئی زحمت
وہ اک نظر — جو گنہ گار التفات ہوئی

یات و موت کی غارت گری کا — حال نہ پوچھ
جو موت بن نہ سکی — وہ عدم حیات ہوئی



جام پر ہی نہ صبر — ٹال ہمیں
انکھڑیوں سے بھی کر — نہال ہمیں

جب سے دیکھا ہے — تیری زلفوں کو
اچھے لگتے ہیں — کالے جال ہمیں

میں بھی گھر بار — رکھنے والے ہیں
اتنی خواری سے — مت نکال ہمیں

تیری یادوں کو — بھول جانے تک
مار دے گا — تراخیال ہمیں

چارہ گر۔ کیا دھڑا ہے دھوکے میں
صاف کہوے۔ ہمارا حال نہیں

مغم غلط روی ٹھیک ہیں۔ رہبر
تو کسی راہ پر نہ ڈال۔ ہمیں

لگ گئی بددعا۔ خوشی کی عدم
مل گیا دردِ لازوال۔ ہمیں

—*—



جرم کا جب بھی۔۔۔ ارتکاب ہوا
کتنا خوش۔۔۔ قلب نامراد ہوا

کبریا میں بھی۔۔۔ کچھ کشش نہ رہی
اس قدر قحطِ اعتماد۔۔۔ ہوا

لڑکھڑانا۔۔۔ لیتیں کی ریت نہیں
ہو گیا۔۔۔ جس پر اعتماد ہوا

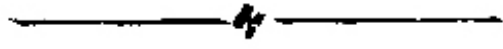
اپنی تعلیم دے رہی تھی۔۔۔ حسد
دل کو۔۔۔ کوئی سبب نہ یاد ہوا

ہو گئے ظلم سے۔۔۔ ہر دم
ظلم کا کچھ تو ان داد۔۔۔ ہوا

جینا ہے چار روز۔ تو اے صاحبِ خرد
گہری نظر نہ ڈال۔ فریبِ حیات پر

ایسی حسین باتیں۔ ہوئی بھی ہیں سچ کبھی
میں کس طرح یقین کروں۔ تیری بات پر

غلاں تھی کائنات۔ اُسی رنگ میں عدم
جس رنگ کی نگاہ پڑی۔ کائنات پر



دنیا کے جور پر۔ نہ ترے انتہات پر
میں غور کر رہا ہوں۔ کسی اور بات پر

دیکھا ہے مسکرا کے۔ جو اس مہجیبیں نے
جو بن سا آگیا ہے ذرا۔ واقعات پر

دیتے ہیں حکم خود ہی مجھے۔ بولنے کا آپ
پھر ٹوکتے ہیں آپ۔ مجھے بات بات پر

میں جانتا تھا تم بڑے سفاک ہو۔ مگر
انساں کو اختیار نہیں۔ حادثات پر

بلاخوف۔ قلب و جگر چاک کر
ہماری ضرورت کا۔ ادراک کر

قیامت کا مفہوم۔ مدھم ہے کچھ
ذرا زیب تن۔ تیز پوشاک کر

یہ چاندی سی با نہیں۔ پھولوں سے لب
کسی دن ان میں۔ میسری املاک کر

تو ممتاب ہے۔ اے مرے سیم تن
تبا کھول۔ اور سیر افلاک کر

شکاری نہیں گو عدم۔ وہ حبیب
نشانہ لگاتا ہے۔ کیا تاک کر